قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ابوسعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 23اپریل 2021ء | 10رمضان 1442ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:97

ارشادِ باری تعالیٰ

وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ

(البقرۃ:187)

ترجمہ: اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں

فرمانِ خلیفہ وقت

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ کی پہچان کے کئی مرتبے ہیں۔ مگر سب سے اعلیٰ مرتبہ قربِ الٰہی کا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی صحیح رنگ میں پہچان ہوتی ہے۔ اس لئے صرف اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ میں نے سچی خوابیں دیکھ لی ہیں یا کوئی کشف مجھے ہو گیا یا الہام ہو گیا۔ الہام تو بلعم کو بھی ہو گیا تھا لیکن اس نے اس کے باوجود ٹھوکر کھائی۔ اس لئے قرب کی تلاش کرو اور قرب خدا تعالیٰ کے برگزیدہ سے جڑ کر ہی ملتا ہے جس سے مسلسل اللہ تعالیٰ اس کو اپنے نور سے فیضیاب فرماتا رہتا ہے اور پھر خدا تعالیٰ کی رضا بندے کا مقصود ہو جاتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ

’’خدا نور ہے جیسا کہ اس نے فرمایا اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ (النور: 36)۔ پس وہ شخص جو صرف اس نور کے لوازم کو دیکھتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جو دور سے ایک دھواں دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی نہیں دیکھتا اِسلئے وہ روشنی کے فوائد سے محروم ہے…‘‘ (روشنی کے فوائد تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا میں ڈوب جانے سے ملتے ہیں)۔ فرمایا کہ ’’…اور نیز اس کی گرمی سے بھی جو بشریّت کی آلودگی کو جلاتی ہے۔…‘‘ فوائد سے بھی محروم ہے اور نیز اس کی گرمی سے بھی جو بشریت کی آلودگی کو جلاتی ہے۔ انسان کے بشری تقاضے ہونے کے جو بعض گند ہیں جنہوں نے اس کو گھیرا ہوا ہے، اس گرمی سے بھی محروم رہتا ہے، اس آگ سے محروم رہتا ہے جو ان گندوں کو جلاتی ہے۔ فرمایا کہ ’’…پس وہ لوگ جو صرف منقولی یا معقولی دلائل یا ظنّی الہامات سے خدا تعالیٰ کے وجود پر دلیل پکڑتے ہیں جیسے علماء ظاہری یا جیسے فلسفی لوگ اور یا ایسے لوگ جو صرف اپنے روحانی قویٰ سے جو استعداد کشوف اور رؤیا ہے خدا تعالیٰ کی ہستی کو مانتے ہیں مگر خدا کے قرب کی روشنی سے بے نصیب ہیں …‘‘ (اب اس میں یہ فرمایا کہ ان کے پاس منقولی اور عقلی دلائل بھی ہیں۔ الہامات پر یا بعض دفعہ خوابوں پر ظن کرتے ہوئے ان کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر اور وجود پر یقین بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہے۔ علماء ظاہری اسی چیز کی وجہ سے خدا کو مانتے ہیں یا ایسے فلسفی یا وہ لوگ جن کی روحانیت اس حد تک ہے کہ ان میں بعض کشف اور رؤیا صالحہ کی استعدادیں بھی موجود ہوتی ہیں اور اس وجہ سے خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں مگر ان سب چیزوں کے باوجود وہ خدا تعالیٰ کے قرب کی روشنی سے بے نصیب ہیں۔ فرمایا کہ) ’’…وہ اس انسان کی مانند ہیں جو دور سے آگ کا دھواں دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی کو نہیں دیکھتا اور صرف دھوئیں پر غور کرنے سے آگ کے وجود پر یقین کر لیتا ہے‘‘ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22صفحہ 14)

(خطبۂ جمعہ فرمودہ 2 مئی 2014ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنۡ سَهۡلِ بۡنِ سَعۡدٍ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ، دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلۡتُهُ أَحَبَّنِيَ اللّٰهُ وَأَحَبَّنِيَ النَّاسُ۔ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: ازۡهَدۡ فِي الدُّنۡيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ، وَازۡهَدۡ فِيۡمَا فِي أَيۡدِي النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ۔

(سنن ابن ماجه۔كتاب الزهد باب بَابُ الزُّهۡدِ فِي الدُّنۡيَا)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جسے کرنے سے اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا سے بے رغبت ہو جا، اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے رغبت ہو جا، لوگ بھی تجھ سے محبت کریں گے۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

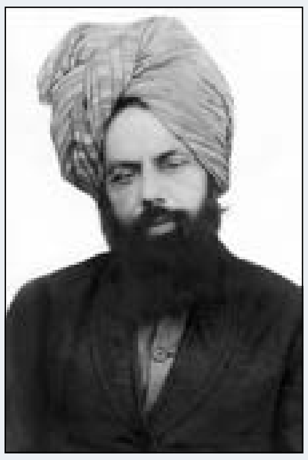

’’خدا تعالیٰ دھوکا کھانے والا نہیں۔ وہ انہیں کو اپنا خاص مقرّب بناتا ہے جو مچھلیوں کی طرح اس کی محبت کے دریا میں ہمیشہ فطرتاً تیرنے والے ہیں اور اسی کے ہو رہتے ہیں اور اسی کی اطاعت میں فنا ہو جاتے ہیں‘‘

(ست بچن – روحانی خزائن جلد 10صفحہ 210)

’’تمام راحت انسان کی خدا تعالیٰ کے قرب اور محبت میں ہے‘‘

(لیکچر لاہور روحانی خزائن جلد 20صفحہ 158)

’’بڑی بات جو دعا سے حاصل ہوتی ہے وہ قربِ الٰہی ہے‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 45ایڈیشن 2003مطبوعہ ربوہ)

’’نصرت اور تائید خدا تعالیٰ کے مقرّب کا بہت بڑا نشان ہے‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 106ایڈیشن 2003مطبوعہ ربوہ)

’’انسان کی عزت اسی میں ہے اور یہی سب سے بڑی دولت اور نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 106ایڈیشن 2003مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے:

زندہ وہی ہیں جو کہ خدا کے قریب ہیں
مقبول بن کے اس کے عزیز و حبیب ہیں

اس شمارہ میں

- قطعات، رباعیات (منظوم)
- احادیث نبویہ کی روشنی میں قیام رمضان کے تقاضے اور برکات
- ہماری امی جان مُحترمہ مُبارکہ بیگم صاحبہ مرحومہ
- جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام۔ نارتھ ایسٹ ریجن یوکے

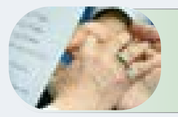

دربارِ خلافت

یہ دولتمند حکومتیں چاہے جتنا بھی اسلام کی خدمت کے نام پر احمدیت سے لوگوں کو برگشتہ کرنے کی کوشش کریں ہر عقلمند انسان جو ہے اُس پر سچائی اور جھوٹ ظاہر ہو جاتا ہے۔

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

اور جب ہم مزید نظر دوڑائیں تو صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے زمانے کے مسلم ممالک نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے وصال کے بعد جو نئی اسلامی مملکتیں وجود میں آئی ہیں، اُن کے سربراہوں اور رعایا اور نام نہاد علماء کا بھی یہی حال ہے۔ جو اپنی کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے بیان فرمایا۔ اور پھر اس تمام خوفناک اور قابلِ شرم صورتِ حال کا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے اپنی کتاب میں بیان فرمائی ہے، حل بھی بیان فرمایا ہے کہ مسیح وقت جس نے آنا تھا وہ آچکا اور ہزاروں نشانات اور آسمانی تائیدات اُس کی آمد کی گواہی دے رہی ہیں۔ اور اُس کو ماننے میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرنے میں اب مسلمانوں کی بقا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ لیکن آپ کی بات کا مثبت جواب دینے کی بجائے آپ کے خلاف مخالفتوں کے طوفان ہی اُٹھے۔ تاہم آپ کے دعویٰ کے بعد ایک اچھی صورتِ حال یہ بھی سامنے آئی کہ مخالفینِ احمدیت نے اسلام کی خدمت کا دعویٰ کرتے ہوئے اسلام کی تبلیغ کی کوششیں بھی شروع کر دیں۔ اُن کی ان کوششوں کی حقیقت کیا ہے اور کس حد تک اسلام کا درد ہے؟ یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے۔ اس تفصیل میں تو نہیں جاؤں گا لیکن بہر حال بعض تنظیموں نے اسلام کا پیغام پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن کیونکہ براہِ راست الٰہی رہنمائی حاصل نہیں تھی اس لئے بہت سی بدعات یا اپنے اپنے خاص مکتبہ فکر جس کی طرف مختلف گروپ منسوب تھے، اُن کے نظریات کی زیادہ تقلید کی گئی اور بہت سارے نظریات اور بدعات راہ پا گئیں۔ بنیادی اسلامی تعلیم کو بھلایا جاتا رہا۔ حَکم اور عدل تو خدا تعالیٰ نے ایک ہی کو بھیجنا تھا جس نے غلط اور صحیح اور حقیقی اور غیر حقیقی کے درمیان لکیر کھینچ کر واضح کرنا تھا۔ اُس حَکم اور عدل کے بغیر تو غلط نظریات ہی راہ پانے تھے لیکن بہر حال ایک ہل جُل (ہلچل) مسلمانوں میں پیدا ہوئی اور ایک طبقے کو مذہب میں دلچسپی بھی پیدا ہوئی بلکہ بڑھی اور یہ دلچسپی اصل میں تو لوگوں کے اندر کی بے چینی کو دور کرنے کے لئے تھی اور یہ بھی اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی تقدیر کے تحت ہی ہو رہا تھا تا کہ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ کی تلاش کریں۔ گو کہ بعض جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا اور ہو رہا ہے وہ تلاش میں کامیاب ہوتے ہیں اور بعض غلط ہاتھوں میں پڑنے کی وجہ سے اس بے چینی کو دور کرنے کی جستجو میں ہی دنیا سے چلے جاتے ہیں۔ یہاں میرے پاس جب بیعت کرنے والوں کے واقعات آتے ہیں تو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ سعید روحیں کس قدر بے چین تھیں، حق کو پانے کے لئے اُن کی کیا حالت تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کی کس طرح رہنمائی فرمائی۔ اس رہنمائی کو بعض اتفاقات کہتے ہیں لیکن اصل میں یہ خدا تعالیٰ کے اس اعلان کی صداقت ہے کہ جس کو وہ چاہتا ہے، ہدایت دیتا ہے۔ بہر حال ایسے بے شمار واقعات ہیں جن کو مَیں کسی وقت بیان کروں گا، جس طرح گزشتہ جمعہ میں صحابہ کے واقعات بیان کئے تھے تا کہ دنیا کو پتہ چلے کہ وہ خدا جس طرح پہلے رہنمائی فرماتا تھا آج بھی رہنمائی فرما رہا ہے۔

احمدیت کی ترقی اور تبلیغ کے کام اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کو احمدیت کے ذریعے دنیا میں پھیلتا دیکھ کر نیک فطرت مسلمانوں کو روزانہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی آغوش میں آتا دیکھ کر بعض مسلمان حکومتوں نے بھی مولویوں کو رقمیں دے کر دنیا میں بھیجا اور پھیلانے کی کوشش کی۔ افریقن ممالک میں مدرسے بھی کھولے گئے اور کھولے جا رہے ہیں۔ اسلامی یونیورسٹیوں کے نام پر ادارے بھی بنائے جا رہے ہیں۔ کچھ حد تک حکومتوں کی دولت لگ رہی ہے۔ اس لئے جو غریب ممالک ہیں، ترقی پذیر ممالک ہیں یا غیر ترقی یافتہ ممالک ہیں ان کی حکومتیں بھی انہیں سہولتیں دے دیتی ہیں تا کہ مزید دولت آئے اور ملک کی معیشت بہتر ہو۔ لیکن ان نام نہاد علماء نے جو اس طرح وہاں تبلیغ کرنے جاتے ہیں، انہوں نے تبلیغی مراکز کے نام پر اصل میں اسلام کی تبلیغ اور مسلمانوں کی تربیت کی کوشش کم کی ہے اور جماعتِ احمدیہ کے خلاف منصوبہ بندی پر زیادہ زور دیا جا رہا ہے۔ اور اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ یہ اپنی کوششوں میں ناکام ہی ہوتے ہیں اور ہو رہے ہیں، پہلے بھی ہوتے رہے ہیں۔ بہر حال اس بہانے

بقیہ صفحہ 7 پر

قطعات، رباعیات

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب سے انتخاب

شِرک کا علاج سورۂ اخلاص

ہیں گُنہ بے حدّ و عَد
شِرک ہے پر سب سے بَد
اور علاج اس زہر کا
قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ

- - - - - - - - - - - - - - - - - -

تندرستی کا گُر

اگر تندرستی کی ہے آرزُو
طبیبوں کی کرنا نہ تُم جُستجُو
یہی ایک کافی ہے یارو عمل
’کُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا‘ لیک ’لَا تُسۡرِفُوۡا‘

- - - - - - - - - - - - - - - - - -

تقویٰ

تقویٰ کے معنی ہیں محض خدا کے خوف اور اُس کی عظمت کی وجہ سے گناہ سے بچنا۔ نہ کہ مخلوقات یا کسی بیماری یا نقصان وغیرہ کے ڈر سے۔

کَشائِش کی خاطِر جو ہو مُضطَرِب
رہے وہ گنہ سے سدا مُجتَنِب
وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہ یَجۡعَلۡ لَہٗ
وَ یَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحتَسِبُ

- - - - - - - - - - - - - - - - - -

غَضِّ بَصَر

حُسنِ صَنعت دیکھ کر پہلے ہی آنکھیں خِیرہ تھیں
سب سے آخر پیکرِ حوّا[1] پہ جم کر رہ گئیں
جو خُمارِ حسن‘ صانع سے‘ تجھے غافِل کرے
ہے علاج اُس جلوۂ صنعت کا قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡن[2]

1۔ وصوّرکم فَأَحسن صورکم
2۔ قل للمومنین یغضّوا من ابصارھم

عبدالسمیع خان

احادیث نبویہ کی روشنی میں قیام رمضان کے تقاضے اور برکات

عن ابی ھریرة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال:من قام رمضان ایمانا و احتساباً غفرلہ ماتقدم من ذنبہ۔
(صحیح بخاری کتاب الایمان باب تطوع قیام رمضان حدیث نمبر 36)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔
جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور اپنا احتساب کرتے ہوئے عبادت کی اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

اس مضمون کو رسول کریم ﷺ نے مختلف اور متعدد پیرایوں میں بیان فرمایا ہے اور یہ بھی ظاہر فرمادیا ہے کہ ایمان اور احتساب سے کیا مراد ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔
جس نے حالت ایمان میں اور احتساب کرتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔
(بخاری کتاب الصوم باب من صام رمضان ایمانا و احتسابا حدیث نمبر1768)

افضل مہینہ

حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے رمضان کا ذکر فرمایا اور اسے تمام مہینوں سے افضل قرار دیا اور فرمایا جو شخص رمضان میں حالت ایمان اور احتساب کے ساتھ عبادت کرتا ہے وہ گناہوں سے اس طرح نکل آتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔
(سنن نسائی کتاب الصیام حدیث نمبر 2179)

پاک اور معصوم

حضرت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔
اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے تم پر فرض کئے اور میں نے تمہارے لئے اس کا قیام جاری کر دیا۔ پس جو شخص ایمان کی حالت میں احتساب کرتے ہوئے روزے رکھے وہ گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہو۔
(سنن نسائی کتاب الصیام باب ثواب من قام رمضان حدیث نمبر 2180)

اگر تمہیں معلوم ہوتا

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔
جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے۔ اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ رمضان کی کیا کیا فضیلتیں ہیں تو تم ضرور اس بات کے خواہشمند ہوتے کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔
(الجامع الصحیح مسند الامام الربیع بن حبیب، کتاب الصوم باب فی فضل رمضان)

جنت کو آراستہ کر دیا گیا

حضرت ابومسعود غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ میں نے رمضان کے شروع ہونے کے بعد ایک روز آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ۔ ’’اگر لوگوں کو رمضان کی فضیلت کا علم ہوتا تو میری امت اس بات کی خواہش کرتی کہ سارا سال ہی رمضان ہو‘‘ اس پر ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے نبی! ہمیں رمضان کے فضائل سے آگاہ کریں۔ آپؐ نے فرمایا یقیناً جنت کو رمضان کیلئے سال کے آغاز سے آخر تک مزین کیا جاتا ہے پس جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش الٰہی کے نیچے ہوائیں چلتی ہیں۔
(الترغیب و الترھیب، کتاب الصوم، الترغیب فی صیام رمضان)

رمضان کے معنے

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کا نام رمضان اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ گناہوں کو جلا کر خاکستر کر دیتا ہے۔
(الفردوس بماثور الخطاب جلد 2 صفحہ 60 حدیث نمبر:2339)

آگ سے بچاؤ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔
روزے ڈھال ہیں اور آگ سے بچاؤ کا مضبوط قلعہ ہیں۔
(مسند احمد حدیث نمبر: 8857)

سراسر رحمت اور مغفرت

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔
رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جس کی ابتدا نزول رحمت ہے۔جس کا وسط مغفرت الٰہی ہے اور جس کا اختتام آگ سے آزادی پر منتج ہوتا ہے۔
(مشکوٰة کتاب الصوم)

جنت کے دروازے کھل گئے

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپؐ فرما رہے تھے۔
رمضان آ گیا ہے اور اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے مقفل کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو اس میں زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے ہلاکت ہو اس شخص کیلئے جس نے رمضان کو پایا اور اس سے بخشا نہ گیا اور وہ رمضان میں نہیں بخشا گیا تو پھر کب بخشا جائے گا۔
(الترغیب والترھیب۔کتاب الصوم۔ الترغیب فی صیام رمضان)

روزانہ نجات دیتا ہے

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان کے مہینے کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف دیکھتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی طرف دیکھتا ہے تو پھر اسے کبھی بھی عذاب نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ ہر روز ہزاروں لاکھوں افراد کو جہنم سے نجات دیتا ہے۔ پس جب رمضان کی 29ویں رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ رمضان کی گزشتہ 28راتوں کے برابر لوگوں کو بخش دیتا ہے۔
(الترغیب و الترھیب۔ کتاب الصوم۔ الترغیب فی صیام رمضان)

نفل کا ثواب فرض کے برابر

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
اللہ تعالیٰ نے اس ماہ رمضان کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے۔ اس مہینہ میں جو شخص کسی نفلی عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اسے اس نفل کا ثواب عام دنوں میں فرض کے برابر ملے گا اور جس نے اس مہینے میں ایک فرض ادا کیا اسے عام دنوں کے 70 فرضوں کے برابر ثواب ملے گا۔ (مشکوٰة۔کتاب الصوم)

رمضان کی برکتیں

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے۔ یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ ہمدردی خلق کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔
(مشکوٰة کتاب الصوم)

سایہ رحمت کا مہینہ

حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر رمضان کا مہینہ آیا ہے یہ برکت کا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ تم پر سایہ رحمت کرتا ہے اور تمہاری خطاؤں کو مٹاتا ہے اور اس مہینے میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔
(الترغیب والترھیب کتاب الصوم حدیث نمبر 1490 جلد 2 صفحہ 60)

بخشش کی راہ

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔
جو شخص ماہ رمضان میں اپنے مزدور یا خادم سے اس کے کام کا بوجھ ہلکا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو بخش دے گا اور اسے آگ سے آزاد کر دے گا۔
(مشکوٰة کتاب الصوم)

پھر آنحضرت ﷺ نے اپنے عمل سے وہ نمونہ بھی مہیا فرمادیا جو گناہوں کو جلا ڈالنے اور خدا کے قریب کرنے والا ہے۔

رات کی عبادت

حضرت ابوسلمہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول کریم ﷺ رمضان میں رات کو کتنی رکعات پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا:۔
رسول کریم ﷺ رمضان اور اس کے علاوہ بھی رات کو گیارہ رکعات سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعات پڑھتے ان کے حسن اور طوالت کے بارہ میں نہ پوچھ۔ پھر چار رکعات پڑھتے ان کے حسن اور طوالت کا بھی کیا کہنا۔ پھر 3 وتر ادا کرتے۔ میں نے ایک دفعہ پوچھا یارسول اللہ آپ رات کو وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا میری آنکھیں سو جاتی ہیں مگر میرا دل نہیں سوتا۔
(صحیح بخاری کتاب الصلوٰة التراویح باب فضل من قام رمضان حدیث نمبر 1874)

رمضان میں انفاق فی سبیل اللہ

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں تو آپ کی سخاوت پہلے سے بھی بڑھ جایا کرتی تھی اور آپؐ تیز ہواؤں سے زیادہ جودوسخا کیا کرتے تھے۔
(صحیح بخاری کتاب بدء الوحی حدیث نمبر 5)

آخری عشرہ کی عبادت

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کے لئے جو محنت اور مجاہدہ کرتے تھے وہ دیگر ایام میں نہیں ہوتی تھی۔
(صحیح مسلم کتاب الاعتکاف باب الاجتہاد فی العشر الاواخر حدیث نمبر 2009)

آخری عشرہ کا مجاہدہ

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو آنحضرت ﷺ اپنی کمر ہمت کس لیتے۔ اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور اپنے اہل و عیال کو عبادت کے لئے خصوصیت سے جگاتے تھے۔
(صحیح بخاری کتاب صلوٰة التراویح باب العمل فی العشر الاواخر حدیث نمبر 1884)

ان بشارات کا نچوڑ یہ ہے کہ ماہ رمضان میں

وہ روزہ جو کسی دکھاوے کے لئے نہیں محض خدا کی خاطر ہو۔
وہ عبادت جو محض رضائے الٰہی کی جستجو کے لئے ہو۔
وہ قیام جو اپنے حسن اور خوبصورتی کی چمکار دکھلا رہا ہو۔
وہ دعائیں جس میں سینہ گداز ہو اور پاک تمنائیں ہنڈیا کی طرح ابلتی ہوں۔ وہ محبت الٰہی جو چشموں کی طرح جوش مار رہی ہو۔ وہ انسانی ہمدردی جو بارش کی طرح برس رہی ہو۔ یہ وہ ایمان اور احتساب ہے جو انسان کو ہر گناہ سے پاک اور ہر معصیت سے بری قرار دیتا ہے۔
اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں ایسا ایمان اور احتساب عطا فرمائے۔ آمین
(روزنامہ الفضل 17/اگست 2010ء)

ناصرہ احمد، بریمپٹن، کینیڈا

مُبارکہ مُبارک وجود

ہماری امی جان مُحترمہ مُبارکہ بیگم صاحبہ مرحومہ

ماں دُنیا کا ایک خوبصورت لفظ جو روح میں ٹھنڈک، ایک غیر مشروط پیار، اور تحفظ، کا احساس اُجاگر کرتا ہے۔ ماں کی گود اور ماں کا لمس دُنیا کے ہر بچے کا پہلا پیار، پہلا علم کا گہوارہ ہے۔ ماں کے قدموں میں جنت کی بشارت اور اُسکی خدمت میں عظمت کی گواہی رب کریم اور اُس کے رسول ﷺ نے خود دی پھر اُس ذات کریمی نے ماں کے دل میں اپنے پیار کا عکس ڈال کر ماں کے وجود کو بچے کے لیے دُنیا کا سب سے مضبوط اور گہرا رشتہ بنا دیا اور اس دُنیا میں اپنی مخلوق کی پیدائش اور پرورش کا انتظام اُس بزرگ وبرتر ذات نے ماں کے ہاتھوں میں سونپ دیا۔ سُبحان اللہ

اپنی اولاد پر تن من دھن وار دینا اور اپنے بچوں کے لیے ہر مصیبت اور طوفان کا سامنا کرنے کے لیے ڈٹ جانا ایک ماں کے حصہ میں آیا ہے اور ہر پریشانی اور دُکھ ماں کی جھولی میں ڈال کر بے فکر ہوجانا اور دُعائیں سمیٹنا اولاد کے حصہ میں آیا ہے۔ اولاد کو ماں کی ضرورت بے شک ہر عمر کے حصے میں ہمیشہ رہتی ہے ماں کی جُدائی اور اس دُنیا سے چلا جانا بلاشُبہ زندگی کو بدل کے رکھ دیتا ہے۔

پیاری والدہ ماجدہ صاحبہ ہماری امی جی مُحترمہ مُبارکہ بیگم صاحبہ کو اس دُنیائے فانی سے رُخصت ہوئے گیارہ برس بیت گئے۔ اُنکی یادوں کو قلم کے سُپرد کرنے کے ارادے نے بہت وقت لیا جب بھی لکھنے کا ارادہ کیا یوں لگتا تھا کہ امی جی کی محبت بھری یادوں میں ڈوب کر لفظوں میں ڈھالنے کا عمل کہیں میرے الفاظ کو آنسوؤں کی صورت میں نہ بہا دے اور میں ان کے بارے لکھنے کا صحیح حق نہ ادا کرسکوں۔

اپنے سے جُدا ہوئے ماں باپ کی یادیں زندگی کے ہر ہر پل میں ساتھ ہی رہتی ہیں اُنکی آواز کانوں میں گونجتی محسوس ہوتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اُنکے ساتھ ان کی گود میں پُرشفقت محبت بھرے گزرے ہوئے لمحے دل کے نہاں خانوں میں تادم زندگی ہمیشہ تروتازہ اور آباد رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ مجھے احسن رنگ میں توفیق عطافرمائے کہ اپنی بزرگ پیاری ماں کی عنایتوں، محبتوں، اور دُعاؤں کی یادوں کو لفظوں کے پیرھن میں ڈھال کر انکی بے لوث خدمتوں کو خراج تحسین پیش کرسکوں آمین۔ ہم اُنکی خدمتوں اور مُحبتوں کے حق کبھی بھی ادا نہیں کر سکتے جو وہ اپنی زندگی میں ہمارے لیے کر گئیں اور دُعاؤں کی صورت میں بے شمار خزانے ہمارے لیے چھوڑ گئیں۔

ہماری والدہ محترمہ مُبارکہ بیگم صاحبہ کی ولادت ۱۹۲۸ میں ہوئی والد صاحب کا نام حضرت مولوی عبدالرحمٰن تھا جو امیر جماعت احمدیہ کھاریاں بھی رہے۔ آپ حضرت مولوی فضل دینؓ صاحب یکے از ۳۱۳ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے بڑے فرزند تھے۔ امی جی کے دادا جان حضرت مولوی فضل دینؓ صاحب نے حضرت مولوی بُرہان الدینؓ جہلمی یکے از صحابی ۳۱۳ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ مل کر احمدیت کے متعلق تحقیق کی اور پہلے حضرت مولوی بُرہان الدینؓ صاحب نے بیعت کی اسکے بعد حضرت مولوی فضل دین صاحبؓ نے قادیان جاکر حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی اور آنحضرت ﷺ کا سلام دیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ان کا نام اپنی کتاب انجام آتھم میں ۳۱۳ صحابہ کی لسٹ میں درج فرمایا ہے۔

امی جی کی والدہ صاحبہ کا نام مُحترمہ فضل بیگم صاحبہ تھا جو نہایت پاکباز، صوم وصلوٰۃ کی پابند صاحب فراست خاتون تھیں، ان کے والد صاحب کا نام حضرت حافظ محمد صاحب تھا جو بھلیسر ضلع گجرات سے تعلق رکھتے تھے اور ان کا سلسلہ نسب پُشتوں سے حفاظ کرام کی لڑیوں میں سے تھا۔

امی جی کا ددھیال اور ننھیال علم باعمل اپنے دور کا ایک ایسا خاندان تھا جو دُنیا کو قُرآن و دین کی تعلیم دینے کے لیے مشہور تھا، امی جی کی دادی جان محترمہ صحابیہ حافظہ زینب بی بی صاحبہ حافظہ قُرآن تھیں۔ وہ اپنے علاقے کی نڈر دینی غیرت رکھنے والی شریعت کے احکام پر کاربند رہنے والی خاتون تھیں اور قُرآن پاک کی تعلیم کے درس و تدریس میں مشغول رہتی تھیں۔

اس پس منظر کے پاکیزہ ماحول میں امی جی نے آنکھ کھولی، اور طبیعت میں اپنے بزرگوں جیسی خوبیاں لیے پروان چڑھیں کہ اپنے رب کریم اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں سرشار دن رات اسکی یاد میں معمور رہتی تھیں ان کی ذکر الٰہی اور درود شریف سے تر زبان کی نغمگی مدھم لے میں گھر کے کام کاج کرتے ہوئے ہر وقت سُنائی دیتی تو ایک عجب پُرسکون تحفظ کا احساس ہوتا، اس کثرت سے ذکر الٰہی کرتیں کہ گھر کا ماحول معطر ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی محبت کی ایسی لو لگادی کہ دُنیا کی ہر لذت اس کے سامنے ہیچ سمجھتیں۔ دُعامیں اپنے رب سے راز و نیاز کرنا ہی ان کا محبوب مشغلہ بن گیا۔ صاحبِ کشوف ورؤیا تھیں بے شمار سچی خوابیں آتیں اور پُوری ہو جاتیں اور کئی دفعہ اس کثرت سے درود شریف کا کئی کئی دن ورد کرتیں کہ رسولِ پاک ﷺ کا خواب میں دیدار ہوا، امی جی کی یہ مبارک خوابیں انکے ہاتھ سے ڈائری میں لکھی ہوئی ہیں الحمدُللہ۔ ساری زندگی اول وقت نماز پر پابند رہنے والی تھیں اور باقاعدگی سے تہجد واشراق کے نوافل ادا کرتیں، کہا کرتی تھیں کہ مُشکلات انسان کو اپنے رب سے نزدیک کر دیتی ہیں جو لُطف تنہائی میں رب کے حضور گڑگڑا کر دُعا مانگنے کا ہے عام حالات میں نہیں ہوتا۔ بتایا کرتی تھیں کہ جب بچے چھوٹے تھے اور تُمہارے اباجی ملازمت کے سلسلے میں دوسرے ممالک کے دوروں پر لمبی مُدت کے لیے چلے جایا کرتے تھے اور خط بھی بہت دنوں کے بعد ملا کرتے تھے چھوٹے چھوٹے بچوں کا ساتھ اور مسائل کا ایک انبار ہوتا تھا تو اسوقت صرف اور صرف دُعاؤں کا ہی سہارا ہوتا تھا، اکثر تہجد کے نوافل کے علاوہ دن اور شام کی تنہائی میں کبھی کسی کوٹھڑی میں اور کبھی چھت پر ڈوبتے سورج کو دیکھتے ہوئے میں نے لمبی دُعائیں مانگیں جو پیارے رب نے اس طرح معجزانہ رنگ قبول کرلیتیں کہ حیرت ہوتی تھی۔

ہم بچوں کو بھی چھوٹے چھوٹے پیارے الفاظ میں کئی دُعائیں اور دُعائیہ نظمیں سکھائی ہوئی تھیں جو ہمارے منہ پر خود بخود جاری ہو جاتی تھیں، تربیت کے سلسلے کا یہ طریق بچپن سے ہی اپنے رب سے مانگنے کا ایک سلیقہ سکھا دیتا ہے۔ مجھے اپنے ہوش کے زمانے میں قاعدہ یسرنا القرآن شروع کرنے سے بھی پہلے کئی زبانی یاد کروائی گئی دُعاؤں میں سے ایک تو رب زدنی علما کی دُعا فر فر یاد کروادی تھی، دوسرے ایک دُعا اپنی زبان میں اباجی کے لیے یاد کروائی (جسے میں اباجی کی دُعا کہا کرتی تھی) جس میں اباجی کی صحت و سلامتی، سفروں میں حفاظت، اور بخیریت واپس گھر آنے کی دُعا چھوٹے چھوٹے فقروں میں ازبر کروادی جو میں ہر وقت دھراتی رہتی تھی کہ اباجی کے لیے دُعا کرنا بہت بچپن سے ہی عادت بن گئی اور اللہ میاں سے راز ونیاز کرنے اور اُسے اپنا بنانے کی چاہ ہوگئی۔ پھر امی جی کی ایک بہت پیاری عادت جو دل میں گھر کر گئی وہ دُعائیہ کلام کو اپنی پیاری آواز میں اکثر گُنگنانا تھا، اس طرح بھی کئی نظمیں ہمیں بچپن میں زبانی یاد ہوگئیں، ایک دفعہ میں پہلی کلاس میں تھی اور بخار کی وجہ سے اسکول نہ گئی بستر میں امی جی ساتھ لیٹ گئیں اور کہنے لگیں آؤ تمہیں نظم سناؤں، پھر انہوں نے درثمین کی نظم چولہ بابانانک سنائی اور میرے طرح طرح کے سوالوں کے جوابات دیتے ہوئے انہوں نے اس نظم کا سارا پس منظر بھی سمجھایا، مجھے پانچ سال کی عمر میں سکھ ازم کے بارہ میں بتایا اور اس سلسلے میں حضرت مسیح موعودؑ کی تحقیق کے متعلق سمجھایا۔ تربیت کے سادہ اور دل میں اترنے والے اصولوں پر بہت بچپن سے ہی ہمیں گامزن کر دیا۔ الحمدُللہ۔

اسی طرح جونہی بچپن میں لکھنا آ گیا تو ہمیں شروع سے ہی خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کو دعا کے لیے خط لکھنے کی طرف توجہ دلائی مجھے یاد ہے کہ میرا پہلا خط جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو لکھوایا وہ امی جی نے املا کی طرز میں خط شروع کرنے کا طریقہ، القاب، آداب، سلام اور نفس مضمون لکھوایا اس کی وجہ سے مجھے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ خط کسی عام ہستی کے نام نہیں بلکہ خلیفہ وقت کے حضور دعا کے لئے عرض کرنا کوئی معمولی خط نہیں ہوتا۔ اس کے بعد میں نے خود ہی خط لکھنا شروع کیا تو بھیجنے سے پہلے ضرور پروف ریڈنگ کے لیے چیک کیا کرتی تھیں کہ کوئی غلطی نہ کی ہو۔ ایک مڈل اسکول تک پڑھی ہوئی ماں کا اس قدر باریکی سے اپنے سب بچوں کی تربیت میں انفرادی طور پر خیال رکھنا کوئی عام بات نہیں ہے۔ تربیت اولاد کے نکتہ نگاہ کے پیش نظر یہ بظاہر چھوٹی مگر حقیقت میں بہت بڑی باتوں کی کچھ تفصیل لکھ رہی ہوں اسلیے کہ آجکل اور آئندہ آنے والی ماؤں کے لیے یہ بھی واضح کرسکوں کہ پرانے زمانے کی نسبتاً کم پڑھی لکھی ماؤں کے سادہ اور آسان اطوار بچوں کی بہترین تربیت میں اعلیٰ طور پر کارگر ہوتے تھے کیونکہ دعاؤں کے ساتھ اللہ کے فضل پر کامل بھروسہ اور تقویٰ شامل ہوتا تھا۔

امی جی خود مطالعہ کا وسیع ذوق رکھتی تھیں اور فارغ وقت میں مختلف علمی اور جماعتی دینی کتابیں، رسائل اور جرائد زیر مطالعہ رکھتیں اپنے علم کو اور آگے بڑھانے کی ایک لگن ان میں پائی جاتی تھی اور علمی مضامین ہمارے ساتھ شیئر بھی کرتی تھیں۔ کینیڈا آنے کے بعد شروع میں انگلش کلاسز بھی جوائن کی تھیں مگر کچھ صحت کے مسائل کی وجہ سے جاری نہ رکھ سکیں اور یہاں کی لائبریری سے بڑے حروف والی اسٹوری بکس لا کر ریڈنگ کیا کرتی تھیں۔ کئی دفعہ کہا کرتی تھیں کہ یہاں اس مُلک میں مجھے کچھ زبان کا مسئلہ ہے ورنہ میں تو لوگوں کے دروازوں پر جاکر دعوت الی اللہ کروں اور اسلام کا پیغام پہنچاؤں۔

ہماری امی جی اپنے زمانے اور ماحول کی اکثر ہم عصر خواتین میں سے ایک خاص انٹلیکچوئل ذہن کی مالک تھیں، انہیں روایتی محلے دار خواتین کی طرح ادھر اُدھر کی فضول باتوں سے کوئی سروکار نہیں تھا اور نہ ہی اپنے گھر میں کبھی ایسا مجمع جمع کیا تھا، بلکہ گھریلو ذمہ داریوں کی مصروفیت، بچوں کی تربیت اور پابندی سے اول وقت نماز، نوافل، قُرآن اور مطالعہ کی مصروفیات کے بعد وقت ہی نہیں بچتا تھا کہ ضائع کرسکیں۔ مُلکی، سیاسی اور بین الاقوامی حالات اور خبروں سے پوری طرح آگاہ رہتیں۔ گھر میں آنے والے سارے اخبارات پڑھتیں اور اتنا وسیع علم رکھتیں تھیں کہ پوری طرح حالات حاضرہ کو ڈسکس کرتیں تھیں۔ بارک اوبامہ صاحب جب ریاستہائے مُتحدہ امریکہ کے صدر مُنتخب ہوئے تو اُنکی خدمت میں مبارکباد کا تفصیلی خط اردو میں لکھا۔ پہلے اپنے بیٹے یعنی ہمارے بھائی جان مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب (جن کے پاس آخر دم تک مقیم تھیں) سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ضرور لکھیں۔ ان کے پاس ترجمان موجود ہوتے ہیں۔ آپ نے اپنے نام مبارکہ کی مماثلت کا ذکر کرتے ہوئے انکے دور کے بابرکت ہونے کی دعا دی اور نیک خواہش کا ظہار کیا کہ اللہ کرے آپکا یہ دور مسلمانوں کے لیے امن اور تحفظ کا باعث ہو۔ اور یہ تجویز بھی دی کہ کسی مُلک میں ذرائع آمد ورفت کا بہترین ہونا ترقی کا باعث ہوتا ہے۔ امریکہ کی جن اسٹیٹس میں سڑکیں تاحال اچھی نہیں انہیں بھی بہترین طریقے پہ بنوایا جائے۔

امی جی ایک بہترین طرز تحریر کی مالک تھیں۔ لکھنے کا انداز بہت سادہ، پیارا اور دلنشیں تھا۔ اسی طرح بہت پیاری دعائیہ نظمیں بھی اکثر لکھتیں اور اپنی ڈائری میں ہی محدود رکھتیں تھیں۔ کبھی کبھی ہم سے بھی شیئر کیا کرتی تھیں۔ ان کے جواہر پارے آئندہ ضرور سب سے شیئر کروں گی۔ اللہ تعالیٰ مجھے ان امانتوں کو سب تک پہنچانے کی توفیق دے۔ آمین۔

قُرآن پاک سے عشق کی حد تک پیار تھا۔ قُرآن کی تلاوت کے بغیر ہمارا دن نہیں شروع ہوسکتا تھا۔ علی الصُبح نماز کے بعد امی جی کی تلاوت قُرآن کی بلند سُریلی آواز ہمارے گھر میں روز ایسے گونجتی کہ جس کے بغیر ہماری صُبح کا تصور نہ تھا۔ اور سب بچے نماز فجر کے بعد جب تک تلاوت قُرآن نہ کر لیتے ناشتہ نہیں ملتا یعنی ایک ایک کر کے امی جی کو (جو چولھے کے پاس گرم گرم پراٹھے پکارہی ہوتیں) قُرآن پاک کا سبق سُناتے جاتے اور ناشتہ کرتے جاتے اور اسکول کے لیے تیار ہوتے جاتے۔

شام کو صحن میں چار پائیاں بچھ جاتیں جن پر بیٹھ کر سب بہن بھائیوں کو اسکول کا کام کرواتیں اور پھر کھیلنے کی اجازت دیتیں۔ کئی دفعہ تو بذات خود بچوں کے اسکولوں میں ٹیچروں سے تعلیمی کارکردگی معلوم کرنے چلی جاتیں۔ حالانکہ اس زمانے میں عام گورنمنٹ اسکولوں میں پراگرس رپورٹ تو کُجا ٹیچرز سے بات چیت بھی دور کی بات ہوتی تھی۔ ماں باپ کو علم ہی نہ ہوتا تھا کہ بچے کیا پڑھ رہے ہیں۔ گرمیوں کی چھٹیاں ہوتے ہی کہتیں کہ سب اپنا اپنا ٹائم ٹیبل بنالو اور اس کے مُطابق عمل کرو۔ وقت ضائع کرنا انہیں سخت ناپسند تھا۔ جماعت کے سب پروگراموں میں خود بھی شامل ہوتیں اور بچوں کو لازماً اطفال، خدام اور ناصرات کی تنظیموں کے جلسوں اور اجتماعات پر مقامی اور مُلکی سطح تک بطور خاص بھجواتیں۔ اس سلسلے میں کوئی رعایت نہ برتتیں۔ چونکہ ہمارے اباجی مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم، ریڈیو آفیسر سفینہ حجاج ملازمت کی وجہ سے بحری جہازوں پر بیرون مُلک سفروں میں رہتے اور سال میں ایک یا دو مرتبہ لمبی رُخصت پر آتے تھے۔ اس لیے ہم بہن بھائیوں کی دینی اور دُنیاوی تربیت کی کُلیتہً ذمہ داری امی جی کے کندھوں پر تھی جسے آپ نے کمال خوبی اور اور فرض شناسی سے پُورا کیا جس کے اہل خاندان اور سب ملنے والے معترف ہوتے تھے۔ الحمدُللہ۔ ہمارے اباجی مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم اس سلسلے میں امی جی کو خاص قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اکثر کہتے کہ تمہاری ماں کوئی معمولی عام انسان نہیں ہے۔ انہوں نے بہت محنت سے اکیلے بچوں کو پروان چڑھایا اور تربیت کی ہے۔ ان کی بہت خدمت کیا کرو۔ ایک دفعہ جب امی جی کی طبیعت ناساز تھی تو میں پتہ کرنے گئی تو دیکھا کہ اباجی ٹرے میں بہت اچھے طریقے سے کھانا اور ساتھ گلدان میں تازے پھول سجا کر امی جی کو پیش کر رہے ہیں۔ میں بہت حیران ہوئی کہ واہ! یہ تو زبردست پیش کرنے کا انداز ہے۔ اباجی کہنے لگے کہ کیا تمہاری امی کوئی عام انسان ہیں؟ انہوں نے سب کی بہت خدمتیں کیں ہیں اور تم سب کو اچھی تربیت دی اور اس قابل بنایا ہے کہ دُنیا میں سر اُٹھا کر جی سکو اور پھر یہ سب کُچھ اکیلے کیا ہے۔ وہ تو اس سے بہت زیادہ کی حقدار ہیں۔ فالحمدُللہ علیٰ ذالک۔

امی جی خدمت دین کو بہت بڑا اعزاز سمجھتی تھیں اور شروع سے خواہش تھی کہ میری اولاد میں سے کوئی وقف زندگی کی روایت کو آگے لے کر چلنے والا ہو۔ اس کے لیے بہت دُعائیں کرتی تھیں

ہمارے بڑے بھائی جان محترم چوہدری مُنیر احمد صاحب واقف زندگی (حال ڈائریکٹر مسرور ٹیلی پورٹ میری لینڈ امریکہ) کے وقف کے بارہ میں گزارشات امی جی کی ہی زبانی پیش کرنے سے پہلے یہ بات بیان کر دوں کہ امی جی بتاتی ہیں کہ ہمارے بڑے بھائی جان مکرم چوہدری منیر احمد صاحب دو یا تین سال کی عُمر میں کُچھ اسقدر بیمار ہو گئے کہ ڈاکٹر بھی نااُمید ہو گئے۔ ایک ماں کی حالت اس وقت کیا ہو گی سب سمجھ سکتے ہیں۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ ان دنوں کھاریاں میں احمدیہ مسجد کے چوبارے میں مقیم تھے۔ ہمارے ناناجان حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ کھاریاں، روز نماز فجر کے بعد عزیزم منیر احمد کو اُٹھا کر حضرت مولوی صاحبؓ کے پاس دعا کی غرض پیش کرتے تو حضرت مولوی صاحبؓ کہتے کہ فکر نہ کریں اس نے بالکل ٹھیک ہو جانا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے کہ میں تو اس بچے کی آنکھ میں یہ دیکھتا ہوں کہ یہ بہت زیرک ہوگا۔ ناناجان نے جب یہ سب امی جی کو بتانا تو امی جی کہتی ہیں کہ میں یہ سوچتی تھی کہ شاید میرے بے قرار دل کی تسلی کی خاطر ایسا کہہ رہے ہیں۔ بظاہر تو کوئی صورت نظر نہیں آتی مگر اگر خُدا چاہے تو کیا نہیں ہوسکتا۔ ایک دن عزیزم منیر احمد کی حالت بہت بگڑ گئی اور شام کا وقت تھا (اس زمانے میں کھاریاں میں بجلی نہیں آئی تھی) میں نے لالٹین پکڑی اور حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کے پاس دعا کے لیے عرض کرنے کو گئی تو حضرت مولوی صاحبؓ نے فرمایا کہ اچھا یہ حالت ہے تو آج رات میں عزیزم منیر احمد کے لیے خاص دُعا کروں گا اور انہوں نے چیدہ چیدہ کھاریاں کے بزرگ افراد کے نام لیے جن میں امی جی کی بزرگ پھوپھی جان بے بے جی ہاجرہ بیگم صاحبہ بھی شامل تھیں کہ اس وقت ان کو جاکر کہو کہ مولوی صاحب نے کہا ہے کہ آج کی رات عزیزم منیر احمد کے لیے دو نفل ادا کریں۔ امی جی لالٹین پکڑے اسی وقت حضرت مولوی صاحبؓ کا پیغام پہنچانے دروازے دروازے بے قرار دل کے ساتھ کھاریاں کی اندھیری گلیوں میں چل پڑیں اور سب کو دعا کا کہہ کر ہی گھر لوٹیں۔ اگلی صُبح ناناجان نماز فجر کے بعد گھر لوٹے تو فرمایا کی حضرت مولانا صاحبؓ نے کہا ہے کہ منیر احمد صحت مند ہو جائے گا۔ ساری دوائیاں دینی بند کر دیں۔ پھر ناناجان نے بیان کیا کہ حضرت مولانا غُلام رسول صاحبؓ راجیکی نے نماز کے بعد نانا جان کو مُخاطب کر کے فرمایا کہ مولوی صاحب! رات ایک عجب واقعہ رُونما ہوا ہے کہ رات عشاء کی نماز کے بعد سویا ہوں تو تین بجے کے قریب آواز آئی کہ اُٹھ مُنیر کے لیے دُعا کر۔ اُٹھ کر سوچا کہ شاید ساتھ سوئے ہوئے لڑکے نے اُٹھایا ہے جبکہ وہ خود گہری نیند میں سویا ہے۔ جب اسے اُٹھایا اور پُوچھا کہ عطاء الٰہی (میرے مرحوم پھوپھا تھے) کیا آپ نے اُٹھایا ہے تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے یہی نتیجہ نکالا کہ یہ خُدا نے اُٹھایا ہے پھر میں نے مُنیر احمد کے لیے نوافل ادا کرنے شروع کیے تو سجدہ میں کشفی حالت طاری ہوگئی اور میں مُنیر احمد کو ہاتھوں میں اُٹھائے اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں اور عرض کی کہ یا اللہ! اس بچے پر رحم کیا جائے کہ اس کی ماں بہت بے قرار ہے۔ اس نظارہ کے بعد کشفی حالت جاتی رہی۔ پھر فرمایا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انشاءاللہ، اللہ تعالیٰ مُنیر احمد کو غیر معمولی طور پر مُعجزانہ صحت عطا فرمائے گا اور اسکی ماں کو یہ پیغام دیں اور کہیں کہ فکر نہ کرے۔

اس کے بعد مُنیر احمد کی صحت دن بدن ترقی کی جانب اسقدر مائل ہوگئی کہ جو دیکھتا حیران رہ جاتا۔ الحمدُللہ ان ہی دعاؤں کی بدولت پیارے بھائی جان مکرم مُنیر احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی بڑی بیماریوں سے معجزانہ شفا دی اور خدمت دین کی برکت سے صحت عطا کی۔ فالحمدُللہ علیٰ ذٰلک۔

اب امی جی مرحومہ کی اپنی لکھی ہوئی ذاتی ڈائری کی تحریر کو من وعن اسی طرح پیش کرتی ہوں جو انہوں نے مکرم ومحترم بھائی جان چوہدری مُنیر احمد صاحب کے وقف زندگی کے بارہ میں درج کیا۔ آپ لکھتی ہیں:

’’کہ جب عزیزم مُنیر احمد نے زندگی وقف کی میں نے تو اسکو ابھی ایک سال کا تھا اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے وقف کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ اے خُدا! تو اسکو صحت دے تو میں اسکو تیرے دین کی خدمت کے لئے دے دوں گی۔ کسی کو بتایا تو نہیں تھا لیکن اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ یاد کر کے دعا کرتی تھی اور بزرگوں سے دعا کے لیے عرض کرتی تھی کہ اللہ تعالیٰ مُجھے اور اس بچے کو اس پر پورا اُترنے کی توفیق دے۔ جب خُدا کے فضل سے اس نے میٹرک پاس کیا تو میں نے اپنا اللہ تعالیٰ سے کیا وعدہ پورا کرنے کی غرض سے اس سے وقف کی خواہش کا ذکر کیا تو میرے پیارے بیٹے نے اپنا سر تسلیم خم کرتے ہوئے ہاں کر دی۔ مُجھے وقف کے مُطالبات کا کوئی علم نہ تھا۔ جب ربوہ سے فارم پُر کرنے کے لیے ہمارے گھر آئے تو میں نے پڑھے اور وہ مُطالبات سخت نظر آئے تو یہ خیال آیا کہ اگر میرا بچہ ان مطالبات پر پورا نہ اتر سکا تو کیا انجام ہوگا؟ اس انجام سے میں بہت خوف زدہ تھی۔ دل میں گھبراہٹ بہت تھی۔ اسکے لیے بہت دعا کی کہ خدا نہ کرے کہ پیچھے ہٹ جائے تو کیا ہوگا۔ تو میرے مہربان قادر وقدوس خدا نے میرے دل کی حالت پر نظر کرتے ہوئے قُرآن پاک کی یہ آیت خواب میں بتائی:

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر استقامت اختیار کی تو اُن پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کھاؤ اور اس جنت (کے ملنے) سے خوش ہو جاؤ جس کا تُم وعدہ دیئے جاتے ہو۔ (سورۃ حٰم السجدہ: آیت: 31)

مُنیر احمد کے وقف کے بارے میں اضطراب تھا اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بتائی۔ اس کے بعد میرے دل کو جو اطمینان ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔ میں نے منیر احمد کو کہا کہ آپ کو اگر اس نئے کورس میں ایک کلاس میں دو سال بھی لگانے پڑے تو ہم آپکو کُچھ نہیں کہیں گے اور آپکی پوری مدد کریں گے سو اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل کیا اور منیر احمد جامعہ پاس کر کے میدان عمل میں آگئے اور خدا کے فضل سے انہیں نمایاں خدمت کی توفیق ملی۔ الحمدُللہ جتنا بھی شُکر کروں کم ہے۔ خدا کے وعدے ہمیشہ سچے ہوتے ہیں۔ انسان کمزور ہے اپنے وعدے بھول جاتا ہے مگر خدا کے وعدے کبھی جھوٹے نہیں ہوتے۔ اسی کی ذات پر یقین کامل ہے‘‘ بقلم مبارکہ بیگم

امی جی کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انکے دو نواسوں کو زندگی وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اپنی زندگی میں ان دونوں کو جامعہ احمدیہ کینیڈا میں تعلیم حاصل کرتے اور آگے بڑھتے دیکھ کر بہت رب کا شکر ادا کرتیں اور ان کے لیے دُعائیں کرتیں تھیں۔ گو کہ دونوں امی جی کی وفات کے کافی سالوں بعد جامعہ احمدیہ کینیڈا سے فارغ التحصیل ہوئے۔ انکی کامیابیوں میں امی جی کی دعاؤں کا بہت بڑا حصہ ہے۔

خاکسار کے بیٹے عزیزم حماد احمد صاحب (وقف نو) مبلغ سلسلہ احمدیہ (حال اٹلانٹا، جارجیا، امریکہ) اور خاکسار کے بھانجے یعنی عزیزہ زاہدہ راحت کے بیٹے عزیزم فرحان احمد حمزہ (وقف نو) (پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا) ان دونوں کے لیے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلاتا ہوا مقبول خدمت دین کی توفیق دے۔ آمین۔

مُحترمہ امی جی کی پاکیزہ عادتوں میں سے یہ عادت بھی تھی جس پر آپ تمام زندگی کابند رہیں کہ تمام لازمی چندہ جات اول وقت ادا کرتی تھیں اور خلیفہ ٔوقت کی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کو ایک سعادت سمجھتی تھیں۔ اوائل جوانی سے موصیہ تھیں اور باقاعدہ چندہ ادا کرتیں تھیں۔ بچپن سے چندے ہمارے ہاتھوں سے دلواتیں تا کہ بچوں کو خود چندہ دینے کی عادت ہو جائے۔

اکثر ہمیں کہا کرتی تھیں کہ اپنا مال پاک کرنا چاہیئے اور اس دُنیا میں اسراف سے بچ کر وہاں خرچ کرو جہاں تمہارے اگلے جہان میں کام آسکے۔ اللہ کی راہ میں دینا ہی بہت بڑی بچت کی سکیم ہے پس اسی میں حصہ ڈالو۔ اصل سرمایہ یہی ہے جو ہم اگلے جہان کے لیے جمع کرتے ہیں۔ جب میں چھوٹی تھی تو اکثر محلے کے غریب و نادار خاندانوں کے ہاں میرے ہاتھ مختلف اشیائے ضرورت مثلاً دانے، کپڑے اور پیسے وغیرہ بھجوایا کرتی تھی اور یہ تاکید بھی کرتی تھیں کہ کسی سے ذکر نہ کرنا کہ کُچھ دیا ہے۔ چھُپ کر خدمت خلق کرنے والی تھیں۔ نمود و نمائش سے کوسوں دُور کہ ایک ہاتھ سے دیتیں تو دوسرے کو پتہ بھی نہ چلتا۔ ہمارے بچپن میں ایک دن صُبح سویرے کہنے لگیں کہ خواب میں آیا ہے کہ ہر قسم کا صدقہ کرو۔ سوچنے لگیں کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ پھر اس دن صُبح سے شام اور پھر رات گئے تک امی جی نے گھر میں سے ہر طرح کی جنس مثلاً گندم، چاول، آٹا اور کھانے پینے کی دیگر تمام اشیاء سے لے کر کپڑے، جوتے، پیسے غرض جس قدر ممکن ہوسکتا تھا تمام ضروریات زندگی کی اشیاء کا سامان دن بھر ضرورت مندوں کو پہنچایا۔

ہمارے گھر کئی ایسی خواتین اکثر آتیں جو حالات کی ستائی اور دُکھوں کی ماری ہوتیں یا جن کا کوئی والی وارث نہ ہوتا۔ امی جی گھنٹوں ان کے دُکھ درد سُنتیں اور ان کی ہر قسم کی مالی و اخلاقی مدد کرنا اپنا فرض سمجھتیں۔ بہت سی مجبور و مظلوم خواتین جو اکثر امی جی کے پاس آتی تھیں ان بہت سی سہیلیوں میں سے صرف چند کا ذکر کروں گی۔ ایک ایسی ہی بُڑھیا جسے ہم ماسی ٹنگاں والی (ٹنگاں اسکے گاؤں کا نام تھا) کہتے تھے جو بیوہ تھی اور بیٹے کے نارواسلوک کے ہاتھوں تنگ تھی۔ وہ بیٹے سے ناراض ہو کر یا بیمار ہو کر ہمارے ہاں اچانک کئی کئی دن رہنے کے لیے آجاتی تھی۔ امی جی نے اسکا علاج دوا دارو کرنا اور چارپائی پر بٹھا کر کھانے کھلانے۔ ہمیں بھی کہنا کہ جاؤ ماسی کو یہ دے آؤ اور وہ دے آؤ۔ ماسی کے پاؤں داب دو۔ پیدل چل کر کئی میل گاؤں سے آئی ہے۔ اور پھر اُسکے بیٹے کو کُچھ دنوں بعد بلا کر سمجھا بُجھا کر ماسی کو ساتھ روانہ کر دینا۔ کُچھ دنوں کے بعد ماسی نے امی جی سے محبت کی وجہ سے یا کسی اور غرض سے پھر کئی دنوں کے لیے آجانا اور امی جی نے بہت محبت کا سلوک اس سے کرنا۔ غرض یہ سلسلہ چلتا ہی رہتا تھا۔ امی جی کہتی تھیں بے چاری کا آگے پیچھے کوئی نہیں تو وہ ہمیں اپنا سمجھتی ہے اور ضرورت کے وقت آجاتی ہے ہمارا فرض ہے کہ اسکی مدد کریں اور دلجوئی کریں۔

پھر ایک کشمیر کے لُٹے پٹے خاندانوں کی عورت جس کا نام ریشماں تھا جس کی بارہ بکریاں اور بہت سا اسباب سیلاب میں بہہ گیا تھا وہ اپنے بچوں کے ساتھ اچانک شام کو آگئی۔ اور سردی کا زمانہ تھا۔ امی جی نے اسکے لیے گھر کا ضروری سامان، کمبل، سویٹر، برتن وغیرہ مہیا کیے اور اپنا گھر دوبارہ قائم کرنے کے لیے اسکی ہر ممکن مدد کی۔ اکثر وہ آتی رہتی تھی۔ کبھی بہت دن تک نہ آتی تو امی جی کہتیں کہ اللہ خیر کرے ریشماں بہت دن سے نہیں آئی تو اللہ کا کرنا ایسا ہوتا کہ وہ اسی دن آجاتی اور امی جی اسکی ہر طرح کی مدد کرتیں، کھانا کھلاتیں اور خوب حال احوال پوچھتیں۔ امی جی کو اپنی یہ غریب و مسکین سہیلیاں بہت عزیز تھیں۔ وہ اس طرح کے نادار لوگوں کی مدد کر کے بہت خوشی کا ظہار کرتیں اور ہمیں بھی ایسا ہی کرنے کا کہتیں تھیں۔ امی جی نے اپنے عملی نمونے سے ہمیں سمجھا دیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب عمل عبادات کے بعد اسکی راہ میں خرچ کرنا اور اُسکی مخلوق کی خدمت کرنا ہے اور اس پر وہ آخر تک عمل پیرا رہیں۔

گھر کے تمام انتظامات نہایت سلیقہ مندی اور مہارت سے چلاتیں۔ نامساعد حالات کا بہت بہادری اور عقلمندی سے مقابلہ کیا۔ سردیاں آتیں تو امی جی کے ہاتھ میں اون سلائیاں آجاتیں سب کے لیے سوئیٹر بنے جاتے، نئے لحاف بنائے جاتے، گرمیوں میں اچاروں سے مرتبان بھرے جاتے اور عیدوں پر سلائی مشین پر سب بچوں کے لیے خوبصورت کپڑے سیتیں تو گھر میں مدد دینے والی لڑکی اور اسکے گھر والوں کو یاد رکھتیں۔ عید کے دن طرح طرح کے زردے، پلاؤ، کھیر بناتیں تو غرباء کے گھروں میں خصوصاً تقسیم کرواتیں۔ گھر میں آئے ہر مہمان سے بہت خوش اخلاقی اور محبت کا برتاؤ کرتیں۔ بے حد مہمان نواز تھیں۔ ان کے بے حد لذیذ، سادہ اور غذائیت سے پُر دُعاؤں میں رچے ہوئے کھانے ہر ایک کے لیے ہر وقت تیار ہوتے۔ گھر اور بچے انتہائی صاف سُتھرا رکھتیں اور کام کاج کرتے وقت دُعاؤں کا ورد زبان پر جاری رہتا۔

جمعۃ المبارک کا دن خاص اہمیت اور مصروفیت کا دن ہوتا۔ کپڑے دھوئے جاتے اور بچوں کو غسل اور صفائی ستھرائی کے مراحل سے گزار کر جمعہ پڑھنے لے جاتے۔ اب گھر واپسی کا راستہ زیادہ ہی لمبا ہو جاتا وہ اس طرح کہ جمعہ سے واپس آتے ہوئے دس دس منٹ مساکین اور ضرورت مندوں کے گھروں کا حال احوال لازماً پوچھتے ہوئے گھر آنا ہوتا تھا۔ یہ امی جی کی روٹین تھی جس وجہ سے ہم اور دوسرے چھوٹے بہن بھائی بچپن میں امی جی کا پلو پکڑے ساتھ ساتھ مختلف گھروں کا دورہ کر رہے ہوتے تھے۔ یہ امی جی کی پسندیدہ سوشل ایکٹیویٹی تھی جس میں کُچھ باتیں ہمارے پلے پڑتیں اور کُچھ ہم اپنے مشاہدوں کی نظر کر دیتے پھر گھر آ کر لوگوں کی ضرورت کے مطابق کُچھ نہ کُچھ ان گھروں میں ضرور بھجوایا جاتا جو ہم کبھی اپنے چھوٹے یا بڑے بھائی کے ساتھ جا کر دے آتے۔ یہ واقعات ذہن میں نقش ہو گئے ہیں۔ واقعی ماں باپ کا عمل ہی سب بڑا تربیت کا ہتھیار ہوتا ہے اور بچپن کے نقش کبھی بھی مٹائے نہیں مٹ سکتے۔

ہماری امی جی مرحومہ نے اپنی زندگی میں سب رشتہ داروں اور اپنے پرایوں کے ساتھ نہایت محبت و شفقت اور صلہ رحمی کا سلوک کیا اور انکو اپنی دعاؤں میں یاد رکھا۔ اپنے ددھیال اور ننھیال سے حد درجہ محبت تھی۔ سب بزرگوں کے رشتوں کو دل و جان سے عزیز رکھا اور خیر خواہی کی۔ اسی طرح اپنے سسرال (جو کہ انکی پیاری پھوپھی جان کا گھرانہ تھا) سے بہت پیار و محبت کا تعلق رکھا۔ بہت آؤ بھگت کی۔ اور ہماری دادی جان محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ مرحومہ جو کہ امی جی کی پھوپھی جان بھی تھیں اور ہمارے دادا جان محترم میاں محمد ابراہیم صاحب مرحوم کا ہر وقت گھر میں ذکر خیر کرتی رہتیں۔ اسی طرح خاندان کے دیگر بزرگان اکرام کا ذکر خیر بھی کثرت سے کرتی تھیں تا کہ بچوں کے دلوں میں بھی بزرگوں کی وہی محبت قائم ہو جائے۔

امی جی کا دل محبت کا ایک ایسا سمندر تھا جس میں سب اپنے اور پرائے سما جاتے تھے۔ جہاں جاتیں جس کو ملتیں اپنی پیاری صورت و سیرت اور انتہائی شفقت اور محبت کے سلوک کی وجہ سے دلوں میں گھر کر لیتیں اور پیار کے بندھن اس مضبوطی سے باندھ لیتیں کہ دُور و نزدیک کے سب رشتہ دار کھنچے چلے آتے۔ پاکستان میں امی جی کی زندگی کا زیادہ حصہ گُزار۔ پھر پچیس سال کینیڈا میں گُزارے اور ہر جگہ پیار اور محبت کے وسیع تعلقات قائم کئے اور نبھائے کہ ہر ملنے والا سمجھتا تھا کہ شاید میں ہی ان کے لیے بہت اہم ہوں۔ کینیڈا میں بھی جماعت کی چھوٹی بڑی خواتین کو بہت پیار و محبت سے ملتیں۔ کئی مسائل کی شکار ضرورت مند خواتین اور بچیوں نے اپنے لیے دعا کا کہنا تو انہیں ہمیشہ دعا میں یاد رکھتیں اور فون کر کے حال احوال پوچھتی رہتیں۔ انہیں مفید مشورے دیتیں۔ اور مثبت طرز خیال اور خدا کی شکر گُزاری کی طرف رہنمائی کرتیں۔ اسی طرح دیگر کمیونٹی کی اور مقامی خواتین کے ساتھ جب ملتیں تو اس محبت سے ملتیں کہ ملاقات یادگار بن جاتی۔

انکی وفات کے بعد یہ جان کر حیرت اور خوشی کا احساس ہوا کہ جماعت کی خواتین ان سے کس قدر مُحبت کرتی تھیں اور ذاتی محبت کے تعلق بیان کرتے نہ تھکتی تھیں اور ابھی تک جہاں بھی ملتیں ہیں امی جی کی مُحبتوں کے پیارے قصے بیان کرتے ہوئے اُنکی آنکھیں نم ہو جاتیں ہیں۔

ایک انتہائی باوقار، کامیاب اور علم و عمل میں مصروف زندگی گُزار کر 82 سال کی عُمر میں راضیۃ مرضیہ کی حالت میں 2009ء میں اپنے رب کے حضور حاضر ہوگئیں۔

اے پاک پروردگار! ہماری پیاری امی جی تیری اک خاص پیاری بندی تھیں۔ انہیں اس دُنیا میں صرف تیری رضا ہی مطلوب رہی۔ وہ تیری خوشی کی خاطر تیری ہی یاد میں اس دنیا کی تمام ذمہ داریاں نبھاتی تھیں گویا دست با کار دل بایار والا ہی معاملہ تھا۔ اے ارحم الراحمین خدا! تُو ان کی روح پر بے انتہا پیار کی نظر ڈالتا ہوا بے انتہا بخشش اور رحمت اور مغفرت کا سلوک کر اور ان کے درجات اپنی بہشت بریں میں اپنے پیاروں کے ساتھ بلند کرتا چلا جا۔ آمین۔

ہماری ماں نے ہماری خاطر ممتا کی محبت میں جو دُکھ اُٹھائے اور تکالیف برداشت کیں اور ہماری خدمتیں کیں، محبتیں نچھاور کیں، دعائیں کیں ہماری تکلیفوں پر راتوں کو جاگیں اور پیار کے پھاہے لگا کر ہمیں راحت و آرام بخشا۔ ہم اس حق کا عشر عشیر تک بھی ادا نہیں کر سکے۔ اے اللہ! تو ہی ہماری کمزوریوں سے صرف نظر کر اور معاف فرما تا ہم اور ہماری نسلیں ان کی دعاؤں کے اصلی وارث بن سکیں۔ آمین۔

بقیہ: دربارِ خلافت..... از صفحہ 2

اِن ملکوں میں بعض جگہ پر غریبوں کی معاشی حالت بہتر ہوئی ہے۔

لوگوں پر اسلام کی حقیقی تعلیم جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کے ذریعے کھل جاتی ہے اور ایک دفعہ جب وہ یہ پیغام سمجھ لیتے ہیں تو پھر ہر وہ شخص جو دین کا درد رکھتا ہے، اس پیغام کو اہمیت دیتا ہے اور اس کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ جو نور خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اُس کا بندے تو مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کوئی انسانی کوشش اُس کے مقابلے پر کھڑی نہیں رہ سکتی۔ یہ دولتمند حکومتیں چاہے جتنا بھی اسلام کی خدمت کے نام پر احمدیت سے لوگوں کو برگشتہ کرنے کی کوشش کریں ہر عقلمند انسان جو ہے اُس پر سچائی اور جھوٹ ظاہر ہو جاتا ہے۔ دنیاوی کوشش چاہے خدا کے نام پر ہی کی جائے، اگر خدا کی منشاء کے خلاف ہو، تو اس میں برکت پڑ ہی نہیں سکتی۔ برکت اُسی میں پڑتی ہے، نیک نتائج اُسی کام کے ظاہر ہوتے ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائیدات ہوتی ہیں۔ ہمارے مبلغین، ہمارے معلمین اور وہ احمدی جو اِن علاقوں میں رہتے ہیں جہاں ان تائیدات کے نظارے دیکھتے ہیں اور اُن کو ہر لحظہ نظر آ رہے ہوتے ہیں۔ یہ نظارے اُن کے ایمان میں اضافہ کرتے ہیں۔ یہ نظارے ہر طلوع ہونے والے دن میں ان تائیدات کی وجہ سے ان کے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرتے چلے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تائید میں خدا تعالیٰ کے ایک زبردست نشان کا اظہار فرمایا جو ہر روز پورا ہوتا ہے۔ آپؑ براہینِ احمدیہ کی پیشگوئیوں کا ذکر فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’اس کتاب براہینِ احمدیہ میں اللہ تعالیٰ مجھے ایک دعا سکھاتا ہے یعنی بطور الہام فرماتا ہے رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ۔ یعنی مجھے اکیلا مت چھوڑ اور ایک جماعت بنا دے۔ پھر دوسری جگہ وعدہ فرماتا ہے۔ یَأْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ ہر طرف سے وہ زر اور سامان جو مہمانوں کے لئے ضروری ہے اللہ تعالیٰ خود مہیا کرے گا اور وہ ہر ایک راہ سے تیرے پاس آئیں گے۔‘‘ فرمایا کہ ’’اب غور کرو جس زمانے میں یہ پیشگوئی شائع ہوئی یا لوگوں کو بتائی گئی اُس وقت کوئی شخص یہاں آتا تھا؟ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ کبھی سال بھر میں بھی ایک خط یا مہمان نہ آتا تھا‘‘۔ (ملفوظات جلد نمبر 5 صفحہ 128 جدید ایڈیشن)

پھر آپ نے فرمایا کہ یہ تعداد کا بڑھنا، مخلصین کا آنا اور آپ کی بیعت میں شامل ہونا، یہ ایک ایسا نشان ہے جو ہر روز پورا ہو رہا ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد نمبر 5 صفحہ 129 جدید ایڈیشن)

آج بھی ہم خدا تعالیٰ کے یہ نظارے دیکھ رہے ہیں۔ باوجود تمام تر مخالفتوں کے، باوجود بعض مرتدین کی کوششوں کے جن کو دنیاوی لالچ نے دین سے دور کر دیا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مَیں روزانہ کی ڈاک میں بلا ناغہ بعض دفعہ درجنوں میں، بعض دفعہ سینکڑوں میں اور کبھی ہزاروں میں بھی بیعتوں کی خوشخبریاں پڑھتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ بیعت فارم آتے ہیں اور بعض ایسے ایمان افروز واقعات ہوتے ہیں کہ سوائے خدا تعالیٰ کی ذات کے دلوں کی یہ کیفیت کوئی اور پیدا کر ہی نہیں سکتا جو ان نو مبائعین کے جذبات کی کیفیت ہوتی ہے۔ پھر یورپ اور امریکہ میں بعض لوگ مجھے ملتے ہیں، جب اُن سے پوچھو کہ کس طرح احمدی ہوئے؟ تو بتاتے ہیں کہ اپنے کسی غیر احمدی مسلمان دوست کے ذریعہ اسلام کی طرف توجہ پیدا ہوئی یا ویسے ہی اسلام کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور غیر احمدی مسلمانوں سے رابطہ ہوا اور اسلام قبول بھی کر لیا لیکن بے یقینی اور بے سکونی کی کیفیت پھر بھی جاری رہی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور اتفاق سے احمدیت کا تعارف ہوا تو اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا کہ اس حقیقی اسلام کو قبول کیا جائے اور اس کی آغوش میں آیا جائے تا کہ دل کا سکون حاصل ہو۔ اسی طرح مسلمانوں میں سے ہزاروں لاکھوں جب اپنی نیک فطرت کی وجہ سے حق کی تلاش کرتے ہیں تو حقیقت اُن پر آشکار ہو جاتی ہے، اُن پر کھل جاتی ہے۔ وہ فوراً احمدیت قبول کرتے ہیں اور مسلمانوں میں سے جو احمدیت میں آتے ہیں اور حقیقی اسلام کو سمجھتے ہیں اُن کو تو خاص طور پر احمدیت قبول کرنے کے بعد اپنے خاندانوں اور ماحول کی وجہ سے بعض بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض دفعہ بڑی اذیت ناک صورتِ حال سے گزرنا پڑتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ ثابت قدم رہتے ہیں اور اس ثابت قدمی کے لئے دعا کے لئے بھی لکھتے رہتے ہیں۔ یہ ثابت قدمی وہ اس لئے دکھاتے ہیں کہ حقیقت کو پہچاننے کے بعد حقیقت سے دور ہٹ کر کہیں وہ گناہگار نہ بن جائیں۔

(خطبہ جمعہ 15/ اپریل 2011ء)

آج کی دعا

مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي

(صحیح بخاری کِتَابُ التَّهَجُّدِ بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ حدیث:۱۱۴۷)

ترجمہ: حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں (رات کو) کتنی رکعتیں پڑھتے تھے۔ آپ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رات میں) گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ خواہ رمضان کا مہینہ ہو یا کوئی اور۔ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت پڑھتے۔ ان کی خوبصورتی اور لمبائی کا کیا پوچھنا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت اور پڑھتے ان کی خوبصورتی اور لمبائی کا کیا پوچھنا۔ پھر تین رکعتیں پڑھتے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے کچھ دیر سو جاتے ہیں؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

نفلی روزوں کی اہمیت

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی تلقین فرمائی ہے، جب تک میں زندہ رہوں گا ان کو کبھی ترک نہیں کروں گا، ہر ماہ تین دنوں کے روزے، چاشت کی نماز اور یہ کہ جب تک وتر نہ پڑھ لوں نہ سوؤں۔

(کِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا حدیث ۱۶۷۵)

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ثواب کی خاطر ہر ماہ تین روزے رکھنے چاہو تو مہینے کے ایام بیض یعنی چاند کی تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں کو روزہ رکھو۔

(جامع ترمذی کتاب الصوم)

مرسلہ: مریم رحمٰن

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: قریشی داؤد احمد (نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن (برطانیہ)

جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام۔ نارتھ ایسٹ ریجن یوکے

جماعت احمدیہ نارتھ ایسٹ ریجن نے مؤرخہ 23 مارچ 2021ء کو جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا جسے یوٹیوب چینل کے ذریعہ براہ راست نشر کیا گیا۔ اس جلسہ میں امام مسجد فضل لندن و مشنری انچارج یوکے مولانا عطاء المجیب صاحب راشد اور مولانا عبد الغنی جہانگیر خان صاحب نے خاص طور پر شمولیت فرمائی۔ جلسہ کی میزبانی کے انتظامات مسجد المہدی بریڈفورڈ میں کئے گئے۔ ان نشریات دیکھنے والے مرد و خواتین کی تعداد تقریباً 4000 تھی۔ اس پروگرام سے دیگر ممالک کے احمدی احباب وخواتین کے علاوہ دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے مہمانوں نے بھی استفادہ کیا۔

ریجنل مشنری مکرم مولانا مبارک احمد بسرا صاحب نے پروگرام کی میزبانی کے فرائض انجام دیتے ہوئے یوم مسیح موعود علیہ السلام کی غرض و غایت بھی بیان کی۔ پروگرام کا آغاز مکرم سیّد کامران رضوی صاحب نے تلاوت قرآن کریم اور اُس کے اردو ترجمہ سے کیا جبکہ انگریزی ترجمہ عزیزم ذکی صاحب نے پیش کیا۔ مکرم فیصل مبارک صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم 'اے خدا اے کارساز وعیب پوش وکردگار' کے چند اشعار پیش کئے جس کا انگریزی ترجمہ عزیزم سرمد انور صاحب نے کیا۔ انچارج فرنچ ڈیسک مولانا عبد الغنی جہانگیر خان صاحب نے ''A Messia for the Wole

of World'' کے موضوع پر اپنے خطاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مَیں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ مَیں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاق سے بیزاری میرا اصول ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ میں ان خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو اُن درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے اس سے ان کو پاک صاف کروں۔ مولانا جہانگیر صاحب نے اسلام کی حقیقی تعلیم کے حوالہ سے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی اسلام کا نام لے کر جنگ وجدال کا طریق جواب میں اختیار کرے تو وہ اسلام کو

بد نام کرنے والا ہوگا اور اسلام کا کبھی ایسا منشاء نہ تھا کہ بے مطلب اور بلا ضرورت تلوار اٹھائی جائے۔

بعد ازاں محترم مولانا عطاءالمجیب صاحب راشد نے اپنے اختتامی خطاب میں یوم مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے چند پہلو اجاگر کئے جن میں اُن کی تحریرات سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اعلیٰ نمونہ، اپنے اصحاب سے پیار ومحبت و احسان و ہمدردی اور مخالفین سے حُسن سلوک کے واقعات نمایاں تھے۔ محترم امام صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی پیغام کو دنیا تک پہنچانے کے لئے عملی مثالیں بھی پیش فرمائیں۔ آخر میں محترم امام صاحب نے شرکاء جلسہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگیوں کو گزارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پروگرام کے اختتام پر ریجنل امیر مکرم ڈاکٹر سیّد مظفر احمد صاحب نے مقررین، منتظمین جلسہ اور تمام احباب جماعت کا اس جلسہ میں شمولیت پر شکریہ ادا کیا۔ محترم امام صاحب نے اختتامی دعا کروائی۔ یہ جلسہ شام 7:00 بجے شروع ہوا اور ڈیڑھ گھنٹہ کے دورانیہ کے بعد 8:30 پر اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔

طلوع وغروب آفتاب

23اپریل2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:35	18:43
مدینہ منورہ	04:31	18:47
قادیان	04:24	19:03
ربوہ	04:04	18:43
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:22	20:13